اوقافی جائیدادیں
اور
ہماری ذمہ داریاں

خطاب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ وصدر دارالافتاء والارشاد حیدرآباد

جمع وترتیب

مفتی سید سلمان قاسمی

استاد دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

دارالعلوم رشیدیہ

زیر انتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیاریٹیبل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقف کی جائیدادیں

اور

ہماری ذمہ داریاں

خطاب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

جمع وترتیب

مفتی سید سلمان قاسمی

استاد دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	وقف کی تعریف	۶
۲	نفع باقی تو آپ باقی ہے	۶
۳	نااہل کیوں باقی رہتے ہیں؟	۷
۴	’’خیر الناس من ینفع الناس‘‘ کی تشریح	۷
۵	’’اَلْیَدَ الْعُلْیا خَیرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلَی‘‘ کی تشریح	۸
۶	وقف کرنا کسے کہتے ہیں؟	۸
۷	انفاق کی دو قسمیں ہیں	۹
۸	وقف کا ثبوت قرآن کریم سے	۱۰
۹	وقف کا ثبوت حدیث سے	۱۱
۱۰	سب سے پہلا وقف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا	۱۱
۱۱	حضرت عمرؓ کا زمین وقف کرنا	۱۲
۱۲	حضرت عثمانؓ کا پینتیس ہزار درہم کا کنواں خرید کر وقف کرنا	۱۳
۱۳	حضرت ابو دحداحؓ کا کھجوروں کا باغ اللہ کی راہ میں وقف کرنا	۱۴
۱۴	حضرت سعد بن عبادہؓ کا والدہ کے نام کنواں وقف کرنا	۱۴

۱۵	حضرت ابوطلحہ انصاریؓ ''بیرُحاء'' وقف کے لئے پیش کرنا	۱۵
۱۶	حضرت زبیر بن العوامؓ نے بیواؤں کے لئے گھر وقف کردیا	۱۶
۱۷	وقف کا حکم	۱۷
۱۸	مغلوں کے کارنامہ	۱۷
۱۹	ملک شام کے اوقاف	۱۸
۲۰	دواخانے تعمیر کرکے وقف کردیا	۱۹
۲۱	عثمانیہ جنرل ہاسپٹل کی عمارت	۲۰
۲۲	مسافرخانہ بناکر وقف کردیا	۲۱
۲۳	مکہ المکرمہ میں رباط کا قیام	۲۱
۲۴	علمی حلقوں پر وقف کی آمدنی خرچ کی جاتی تھی	۲۲
۲۵	تعلیمی مقاصد کے لئے اوقاف	۲۳
۲۶	وقف کے مدارس	۲۴
۲۷	وقف کے کتب خانے	۲۵
۲۸	جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، دکن کی مشہور یونیورسٹی ہے۔	۲۷
۲۹	جامعہ نظامیہ حیدرآباد	۲۷
۳۰	وقف کا صحیح استعمال ہوتا تو کوئی مسلمان غریب نہیں ہوتا	۲۷
۳۱	ہندستان میں اوقاف زمینیں کتنی ہے؟	۲۸
۳۲	وقف کا استعمال کیسے ہوتا ہے؟	۳۰

۳۳	وقف کی جائیداد پر کم پیسوں پر اجارہ قابل قبول نہیں ہوگا	۳۰
۳۴	وقف کی جائیداد سے حاصل ہونے والا کرایہ	۳۱
۳۵	اوقاف کی جائیداد کون لوٹ رہا ہے	۳۲
۳۶	حضرت عمرؓ کا مسلمانوں کے اموال کی حفاظت وفکرمندی	۳۲
۳۷	موجودہ بل کا نقصان	۳۳
۳۸	مقاصدِ ومصارف اِوقاف	۳۴
۳۹	مزید وقف کے مصارف	۳۵

نحمده نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيا اعمالنا من يهدئ الله فلا مضل الله له و من يضل الله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله و نشهد ان محمداً عبده و رسوله، اما بعد:

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم:

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ۔ (۱)

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة، إلا من صدقة جارية، او علم ينتفع به، او ولد صالح يدعو له. (۲)

آپ حضرات کے سامنے جو بات عرض کرنی ہے وہ ملک میں ایک اہم مسئلہ مسلمانوں کے اوقاف کے سلسلہ میں بہت زیادہ پریشان کن موجودہ ظالم حکومت کی طرف سے یہ بات پیش آرہی ہے کہ مسلمانوں کے اوقاف میں ایسے قوانین اور ایسے ترمیمات لائے جائیں جس سے مسلمانوں کی وقف پراپرٹیاں اب مسلمانوں کی نہیں رہیں گی بلکہ وہ سرکاری اور حکومت کی ہو جائیں گے، اس سے متعلق کچھ باتیں آپ حضرات سے عرض کرنی ہیں کہ اوقاف کے سلسلہ میں

(۱) سورہ رعد، ۱۷
(۲) صحیح مسلم، حدیث: ۴۲۲۳

ہماری ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟ مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وقف کے سلسلہ میں اسی فیصد مسلمان وہ ہیں کہ وقف کسے کہتے ہیں؟ اوقاف کیا چیز ہے؟ وقف پر اپٹیاں کیا ہیں؟ اسلام میں اس کی اہمیت کیا ہے اسے تقریبا80 فیصد مسلمان نابلد ہیں۔

وقف کی تعریف

وقف کسی شئی (چیز) کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ تعالیٰ کی مِلک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔

نفع باقی تو آپ باقی ہے

قرآن مجید کی آیت میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں" فأما الزبد فيذهب جفاء" جو کچرا ہوتا ہے اسے سیلاب اور تالاب کا پانی اور ندی نالہ کا پانی بہالے جاتا ہے یعنی پانی جب بہتا ہے تو کچرا بھی بہہ کر چلا جاتا ہے "وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ" جو چیز لوگوں کے لیے نفع بخش رہتی ہے فائدہ مند رہتی ہے وہ زمین میں قرار پاتی ہے، حضرت علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں اس میں اللہ نے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ: نافع کو استقامت رہتی ہے غیر نافع کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیتا ہے، اس کی آسان مثال یہ ہے کہ پنکھا جب تک ہوا دے گا اوپر رہے گا بند ہو جائے گا لے جا کر کچرہ میں ڈال دیا جائیگا، لائٹ جب تک روشنی دیگی اس وقت تک اپنی جگہ اوپر رہے گی جب بند ہو جائے گی تو لے جا کر پھینک دیا جائے گا، ہر چیز اپنی جگہ رہ کر فائدہ مند ہوگی تو اسے اس کا مقام ملے گا اور اگر وہ فائدہ مند نہیں ہوگی تو پھر اسے اس کی جگہ سے ہٹا کر کچرے میں پھینک دیا جائے گا ایسے ہی انسان جب تک لوگوں کے لیے نفع بخش رہیگا وہ

انسان کہلاتا ہے پھر جب وہ نفع بخش نہیں رہتا درندہ بن جاتا ہے، لوگوں کو نقصان پہنچانے لگ جاتا ہیں تو انسانوں کی فہرست سے نکل جائے۔

نااہل کیوں باقی رہتے ہیں؟

جو لوگوں کو نفع کے بجائے نقصان کا ذریعہ بن رہا ہے اللہ ایسی قوم کو بھی ہلاک کر دیتے ہیں ایسی نسل کو بھی ہلاک کر دیتے ہیں ایسے انسان کو بھی ہلاک کر دیتے ہیں کہ مگر یہ اللہ کا منشاء اس قوم کے ذریعہ سے قوم کو عذاب دینا ہو تو عذاب دینے کی خاطر نااہل قوموں کو باقی رکھتے ہیں تاکہ عبرت کے لئے اور ان کو سبق حاصل ہونے کے لئے وہ زندہ رہتے ہیں۔

''خیر الناس من ینفع الناس'' کی تشریح

حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''خیر الناس من ینفع الناس''(۱) لوگوں میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں میں سب سے بہتر انسان ہے اس حدیث میں غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ یہاں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں میں سب سے بہتر نہیں فرمایا لوگوں میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہو، لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے اس حدیث کے تحت میں علماء نے لکھا ہے جو شخص اپنی زمین، اپنی پراپرٹی کسی غرباء کے لیے وقف کر دیں یا کسی قوم کے لیے وقف کر دیں یا بیواؤں و یتیموں کے لیے ان غریبوں کے لئے ان زمینوں سے آنے والے نفع کو ان میں تقسیم کرنے کے لئے وقف کر دیں تاکہ ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں تو ایسا شخص لوگوں کی نفع کی خاطر کوئی کام بھی اچھا کام کرتا ہے تو وہ لوگوں میں سب سے بہترین آدمی ہے۔

---

(۱) نز العمال: ج۸ ص ۲۰۱، کتاب المواعظ و الرقاق و الخطب و الحکم من قسم الافعال) اور المکتبۃ الشاملۃ انٹرنیٹ پر بھی حدیث کا نمبر 44154

دوسری بات اس حدیث کے تحت میں علماء نے لکھا ہے کہ عبادت گزار اپنی جگہ اچھا انسان ہے نماز روزے زکوۃ اچھی عبادت ہے لیکن وہی اچھا انسان ہے ایسا نہیں ہے، عبادت گزاری سے آگے بھی اچھے بننے کی اور بھی کام ہیں، مثلاً ایک آدمی ہے نماز روزہ زکوۃ عبادتیں سب اچھی کر رہا ہے لیکن پبلک کی خاطر کوئی بھی نفع کا کام نہیں کر رہا ہے یہ اپنی جگہ عبادت کے لحاظ سے اچھا ہے لیکن اگر کوئی دوسرا آدمی ہے جو لوگوں کی نفع کی خاطر بہترین کام کر رہا ہے ہوسکتا ہے کہ بعض مرتبہ وہ اس عبادت گزار سے بھی آگے بڑھ جائے۔

”اَلْیَدَ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلَی“ کی تشریح

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ”أَنَّ الْیَدَ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلَی“ (۱) اوپر رہنے والا ہاتھ نیچے رہنے والے ہاتھ سے بہتر ہے دینے والا ہاتھ لینے والا ہاتھ سے بہتر ہے اس میں فرمایا گیا کہ: بہترین ہاتھ وہ ہے جسے اللہ نے دینے کی توفیق دی ہے اس واسطہ کہ یہ صفت اللہ کی صفت ہے چونکہ اللہ تعالی بندوں کو نوازتے ہیں اور وہ نوازنے کی صفت اللہ تعالی اگر بندوں میں کسی کو دے دیں تو گویا کہ اس کے اندر اللہ کی خوبی ایک پائی گئی کہ اللہ بھی دیتے ہیں یہ بندہ بھی دیتا ہے جیسا کہ ایک سخی سے متعلق حدیث میں فرمایا گیا کہ ”السخي قريب من الله قريب من الجنة“ (۲) اس میں کہا گیا کہ سخی آدمی دینے والا آدمی اللہ کے قریب اور جنت کے قریب ہے کیوں کہ اس کے اندر نوازنے کی صفت ہے۔

وقف کرنا کسے کہتے ہیں؟

وقف کسے کہتے ہیں؟ وقف کہتے ہیں اپنی کسی جائیداد کو مسلمانوں کے فائدہ کی خاطر اللہ

(۱) صحیح مسلم، حدیث: ۲۳۸۵

(۲) سنن ترمذی، حدیث: ۱۹۱۶

کے نام پر وقف کر دینا اور یہ کہنا یہ آج سے یہ جائیداد میری نہیں ہے، یہ سب اللہ کے لئے میں نے اس کو حوالہ کر دیا ہو، اور اس کا فائدہ مسلمانوں کی خدمت وضرورت کے لئے خرچ ہوگا، اسے وقف کرنا کہتے ہیں ۔امام شافعی کا قول ہے کہ اسلام سے پہلے وقف کا نظام نہیں تھا اسلام میں اس نظام کا آغاز ہوا۔

انفاق کی دو قسمیں ہیں

خرچ کرنے کی دو قسمیں ہیں: (۱) انفاق محدود (۲) انفاق غیر محدود

(۱) انفاق محدود: یعنی آپ نے اللہ کے نام پر دینا کسی بھوکے کو کپڑے دیا یا کھانا کھلا یا کسی پیاسے کو پانی پلا دیا کسی بیمار کا علاج کرا دیا کسی بیوہ اور یتیم کو راشن دے دیا یہ سب مدد وتعاون ہے، یہ وقتی ضروریات ہے وقت کے ساتھ یہ اس کا ثواب بھی ختم ہو جاتا ہے یعنی آپ نے کسی کو کھانا کھلایا جس وقت آپ نے اس کو کھانا دیا تھا اس وقت جو ثواب ملا ہے آپ کے اخلاص کی بنیاد پر وہی ثواب ہے، مستقل ہمیشہ ثواب نہیں ملے گا۔

(۲) انفاق غیر محدود: ایسا خرچ کرو کہ قیامت تک تمہیں ثواب ملتا رہیگا او بندوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے اسی کی روشنی میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة، إلا من صدقة جارية، او علم ينتفع به، او ولد صالح يدعو له“(۱)

جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (وہ منقطع نہیں ہوتے): صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث: ۴۲۲۳

انسان زندگی میں اپنی آخرت کے لیے جو بھی اعمال کرتا ہے وہ تو کرتا ہے لیکن مرنے کے بعد اس کا دفتر اعمال نامہ بند ہو جاتا ہے اپنا اچھائی لکھی جائیں گی نہ برائی لکھی جائے گی ہاں اب وہ مرنے کے بعد بھی اپنے کھاتے میں نیکیاں پہنچانا چاہتا ہے تو تین کام اس کے لیے ہے پہلا کام یہ ہے کہ اپنی اولاد کو ایسی تربیت کیا کہ اس کے ذریعہ سے اولاد نیک اعمال کرتی رہی اور والدین کو بخشتی رہے یا دوسرا کام حافظ قرآن بنا اب دوسروں کو بنارہا ہے یا کوئی تصنیفی کام کیا اور اس کو پڑھ کر استفادہ کررہیں ہے، اسی طرح اپنی جائیداد چھوڑ کر اللہ کے لئے وقف کردیا تاکہ لو اس سے استفادہ کریں تو اسے قیامت تک اللہ ثواب دیتے رہیں گے مثال کے طور پر اگر کسی نے اپنی زمین اللہ کے لیے وقف کردی اور وہاں پر مسجد بنادیا وہاں پر مدرسہ تعمیر کردیا وہاں پر یتیم خانہ تعمیر کردیا وہاں پر غریب یتیم بیوہ جو بھی ضرورت مند لوگ ہیں وہ آکر گزارا کریں وقف کرنے والے کو ثواب ملتا رہیگا۔

وقف کا ثبوت قرآن کریم سے

جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی،

”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْم“

تم ہرگز نیکی کو نہیں پاسکو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

تو صحابہ کرامؓ کو معلوم ہوا کہ حقیقی نیکی اور کارخیر یہ ہے کہ آدمی اپنی پسندیدہ چیز اللہ کے راستہ پیش کرنے لگا، کوئی اپنا باغ پیش کررہا ہے کوئی کنواں پیش کررہا ہے اور کوئی اپنی زمین وقف کررہا ہے۔

وقف کا ثبوت حدیث سے

"إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة، إلا من صدقة جارية، او علم ينتفع به، او ولد صالح يدعو له" (١)

جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (وہ منقطع نہیں ہوتے) صدقۂ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

یہاں صدقۂ جاریہ کی صورت وقف ہی ہے کہ اصل شئی کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کے منافع سے لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہیں اور وقف کرنے والے کو زندگی میں بھی مرنے کے بعد بھی جب تک اس کی وقف کردہ چیز باقی ہے ثواب ملتا رہتا ہے۔

سب سے پہلا وقف نبی کریم ﷺ نے کیا

نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں سات باغوں کو وقف کیا جو اسلام میں پہلا وقف خیری تھا، یہ باغ مخیریق نامی ایک یہودی کے تھے جو ہجرت نبوی کے 32 ویں ماہ کے آغاز میں اس وقت مارا گیا جب وہ غزوۂ احد میں مسلمانوں کے ساتھ شریک قتال تھا، اس نے وصیت کی کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرے اموال محمد ﷺ کے ہوں گے، وہ انہیں اللہ کی مرضی سے صرف کریں گے احد کے دن یہودیت پر ہی وہ مارا گیا نبی ﷺ نے فرمایا مخیریق اچھا یہودی تھا نبی ﷺ نے ان ساتوں باغ کو قبضہ میں لیا پھر انہیں صدقہ (یعنی وقف) کر دیا، پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کا وقف ہوا، پھر صحابہ کرام کے اوقاف مسلسل ہوتے گئے، ان رسول اللہ ﷺ جعل حیطان له

(١) صحیح مسلم، حدیث: ۴۲۲۳

بالمدینۃ صدقۃ علی بنی المطلب و بن ہاشم۔(۱)

حضرت عمرؓ کا زمین وقف کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی، وہ اس کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے خیبر میں زمین ملی ہے، مجھے کبھی کوئی ایسا مال نہیں ملا جو میرے نزدیک اس سے زیادہ عمدہ ہو، تو آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اس کی اصل وقف کر دو اور اس (کی آمدنی) سے صدقہ کرو۔" کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے (اس شرط کے ساتھ) صدقہ کیا کہ اس کی اصل نہ بیچی جائے، نہ اسے خریدا جائے، نہ ورثے میں حاصل کی جائے اور نہ ہبہ کی جائے۔ کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس (کی آمدنی) کو فقراء، اقرباء، غلاموں، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں میں صدقہ کیا۔

"عن ابن عمر، قال: اصاب عمر ارضا بخيبر، فاتى النبي صلى الله عليه وسلم يستامره فيها، فقال: يا رسول الله، إني اصبت ارضا بخيبر لم اصب مالا قط هو انفس عندي منه، فما تامرني به؟، قال: إن شئت حبست اصلها وتصدقت بها، قال: فتصدق بها عمر انه لا يباع اصلها ولا يبتاع، ولا يورث، ولا يوهب، قال: فتصدق عمر في الفقراء وفي القربى، وفي الرقاب وفي سبيل الله وابن السبيل، والضيف"(۲)

(۱) الاسعاف فی احکام الاوقاف، لبرھان الدین بن ابراہیم بن ابی بکر الطرابلسی، ۱۰/۹
(۲) صحیح مسلم، حدیث: ۴۲۲۴

حضرت عثمانؓ کا پینتیس ہزار درہم کا کنواں خرید کر وقف کرنا

''العربیہ ڈاٹ نیٹ'' کی ٹیم نے مدینہ منورہ میں واقع ''بئرِ رومہ'' کا دورہ کیا جو''بئرِ عثمان'' کے نام سے مشہور ہے۔ 1400 برس پہلے دامادِ رسول ﷺ اور خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو خرید کر قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے واسطے وقف کر دیا تھا۔

اس کنوئیں کے پانی سے آج بھی ملحقہ باغِ عثمان کو سیراب کیا جاتا ہے۔ یہ باغ سعودی وزارت زراعت کے زیرِ نگرانی ہے جس کی وجہ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہونے کے باوجود زائرین کو اس مقام میں داخل ہونے میں دشواری پیش آتی ہے۔

''بئرِ رومہ'' ایک صحابی کی ملکیت میں تھا جن کا نام ''رومہ الغفاریؓ'' تھا، وہ اس کنوئیں کا پانی فروخت کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ رسول ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ'' کیا تم اس کنوئیں کو جنت کے چشمے کے بدلے فروخت کروگے''۔ انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ میرے پاس اس کے سوا کوئی کنواں ہے، نہیں لہذا میں ایسا نہیں کرسکتا اس پر حضرت عثمان بن عفانؓ نے 35 ہزار درہم کے عوض اس کنوئیں کو خرید لیا۔ اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ اگر میں اس کنوئیں کو خرید لوں تو کیا میرے لیے بھی جنت کے چشمے کی وہ ہی پیش کش ہوگی جو آپ نے رومہ کو فرمائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں''.. اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا ''میں اس کو مسلمانوں کے واسطے خرید چکا ہوں۔

مدینہ منورہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے نام سے مختلف چیزوں کو وقف کر رکھا ہے جن میں ایک ہوٹل اور ایک بینک اکاؤنٹ شامل ہے۔

مطابق حضرت عثمان نے ''بئرِ رومہ'' کو تمام مسلمانوں کے واسطے روزِ قیامت تک وقف کر دیا۔

بینک میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے نام سے اکاؤنٹ کے حوالے سے کابر نے واضح کیا کہ مسجد نبوی شریف کی مشرقی سمت حضرت عثمانؓ کا ایک گھر موجود ہے۔اس گھر کے پڑوس میں ایک سرائے بھی تھی جو''رباط العجم'' کے نام سے معروف تھی۔اس وقف کے مالکان نے یہ پسند کیا کہ اسے''وقف سیدنا عثمان بن عفان'' کا نام دے دیا جائے کیوں کہ یہ سرائے حضرت عثمانؓ کے گھر کے پڑوس میں تھی۔(۱)

حضرت ابو دحداحؓ کا کھجوروں کا باغ اللہ کی راہ میں وقف کرنا

جب یہ آیت''مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا'' نازل ہوئی تو حضرت ابو دحداح انصاریؓ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم قرض دیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا''ہاں اے ابو دحداح! حضرت ابو دحداحؓ نے عرض کی: یارسولَ اللہ اپنا دست اقدس مجھے دکھائیے، حضرت ابو دحداحؓ نے دستِ اقدس تھام کر عرض کی: میں نے اپنا باغ اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں بطورِ قرض پیش کر دیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں''ان کے باغ میں 600 کھجور کے درخت تھے اور اُمِّ دحداح اور ان کے بچے بھی اسی میں رہتے تھے، حضرت ابو دحداحؓ آئے اور انہوں عرض کیا، لبیک میں حاضر ہوں، حضرت ابو دحداحؓ نے فرمایا: آپ اس باغ سے نکل چلیں کیونکہ میں نے اس باغ کو اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں بطورِ قرض پیش کر دیا ہے۔ (۲)

حضرت سعد بن عبادہؓ کا والدہ کے نام کنواں وقف کرنا

حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میں

۱''العربیہ ڈاٹ نیٹ'' و معجم الکبیر، حدیث:۱۲۲۶

(۲) مسند البزاز۔حدیث:۲۰۳۳

عرض کیا کہ حضرت! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، (میں ان کے لئے کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں) تو کون سا صدقہ زیادہ بہتر اور زیادہ ثواب کا ذریعہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی (یعنی کہیں کنواں بنوا دینا اور اس کو وقفِ عام کر دینا جس سے اللہ کے بندے اپنی پینے وغیرہ کی ضرورتوں کے لئے پانی حاصل کرتے رہیں) چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا اور بنوا دیا اور کہا کہ یہ میری والدہ ام سعد کے لئے ہے (کہ اس کا ثواب ان کو پہنچتا رہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْمَاءُ. قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ. (۱)

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ "بَيْرُ حَاء" وقف کے لئے پیش کرنا

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ مدینے میں بڑے مالدار تھے، انہیں اپنے اموال میں بَيْرُ حَاء نامی ایک باغ بہت پسند تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہِ رسالت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ میں کھڑے ہو کر عرض کی: مجھے اپنے اموال میں "بَيْرُ حَاء" باغ سب سے پیارا ہے، میں اسی کو راہِ خدا میں صدقہ کرتا ہوں، حضور ﷺ نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور پھر فرمایا اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دوں۔ (۲)

حضرت جابر کہتے ہیں میرے علم میں مہاجرین و انصار میں سے کوئی نہیں تھا جن کی کوئی چیز ہو اور انہوں نے اس کو وقف نہ کیا ہو۔ (۳)

---

(۱) رواہ ابو داؤد و النسائی

(۲) صحیح بخاری، حدیث: ۱۴۶۱

(۳) الموسوعة الفقهيه الكويتية، ۱۱۱/۴۴

حضرت زبیر بن العوامؓ نے بیواؤں کے لئے گھر وقف کر دیا

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالی عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنہیں اللہ کے نبی علیہ السلام نے جنت کی بشارت دی تھی بڑے مالدار صحابی تھے انہوں نے ایک مکان وقف کیا تھا اپنی ان بیٹیوں کی خاطر جنہیں طلاق ہو جانے کے بعد گزارا مشکل ہوتا ہے تو وہ بیٹیاں اس گھر میں آ کر گزارا کریں اور ایک مکان وقف کیا جس میں یتیم، بیواں، مطلقہ مسلمان عورتیں آ کر رہنا چاہیں تو انہیں مکان رہنے کے لیے کوئی پریشانی نہ ہو، اور ایک دوسرا گھر حضرت زبیر بن العوامؓ نے یتیموں بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کے لیے مکانات وقف کیے کرائے کا ٹینشن نہ رہے بے سہارا ہونے کا ٹینشن نہ رہے لوگوں کے سامنے بھیک مانگنے کا ٹینشن نہ رہے اس لیے صحابہ اوقاف کی طرف بہت توجہ دیا کرتے تھے۔(۱)

حضرت انسؓ نے اپنا ایک گھر وقف کیا تھا جو مدینہ منورہ میں تھا جب آپؓ حج کے لیے تشریف لے جاتے تو قیام مدینہ کے دوران وہیں رہتے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

لقد بلغنی ان اکثر من ثمانین رجلا من اصحاب رسول اللہ ﷺ من الانصار تصدقوا اصدقات محرمات موقوفات۔(۲)

مجھے معلوم ہوا کہ تقریباً اسی انصاری صحابہ کرامؓ نے اپنی جائیداد وقف کیں۔

حضرات صحابہ میں جائیدا کا وقف کرنا اور اپنا محبوب چیز اللہ کے راستہ میں دینا ہبہ کر دینا اور اس کے ذریعہ غریبوں محتاجوں بیواؤں کے لئے مسافروں کے لئے تعمیرات ہبہ کرنا کمزور لوگوں کی

---

(۱) فتح الباری: ۴۰۶/۵

(۲) البیہقی، احمد بن حسین بن علی البیہقی۔ ۵۳۷۴

مدد کرنا سخاوت ان کی شان وصفت تھی ،اور وقف کرنے والے کو ہمیشہ ہمیش کے لیے ثواب ملتا رہتا ہے۔

وقف کا حکم

مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی دنیا بھر کے جو مساجد زمین پر موجود ہیں وہ تمام کے تمام وقف کے حکم میں ہے، اگر چہ کہ ان کی رجسٹر وقف بوڈ میں اندراج نہ ہو وہ تمام کے تمام وقف کے ہی حکم میں ہوتے ہیں اور جب مسجد بنانے کے لیے وقف کردی تو یہ زمین سائل کی طرف سے وقف ہوگئی اور وقف کرنے سے وہ سائل کی ملکیت سے نکل گئی اور اللہ کی ملکیت میں داخل ہوگئی، چناں چہ اس کے بعد زمین کو نہ فروخت کرنا جائز ہے اور نہ ہی وقف سے رجوع کرنا جائز ہے۔

"وعندهما حبس العين على حكم ملك الله تعالى على وجه تعود منفعته إلى العباد فيلزم ولا يباع ولا يوهب ولا يورث كذا في الهداية وفي العيون واليتيمة إن الفتوى على قولهما".(١)

اور جس طرح مسلمانوں کا اپنا وقف بورڈ موجود ہیں اسی طرح ہندوں، سکھوں، عیسائیوں کا اپنا اپنا وقف بورڈ اس ملک اور دیگر جگہوں پر موجود ہے۔

مغلوں کے کارنامہ

سلاطین دہلی نے 1206 سے 1526ء تک تقریباً پورے ہندوستان میں کامیاب حکومت کی اور پھر 1526 سے 1857ء تک مغلوں نے بھارت کی ترقی اور نام ونمود میں مزید اضافہ کیا اور اپنے اعلیٰ نظم ونسق، عدل وانصاف اور فن تعمیر سے ایسی چھاپ چھوڑ گئے کہ بھارت

(١) فتاوی عالمگیری، كتاب الوقف، الفصل الأول في تعريف الوقف، ج:2، ص:350، ط: دار الفكر

کی قرونِ وسطیٰ کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیش یاد رکھے جائیں گے، جس میں لال قلعہ، تاج محل تقریباً 17 ہیکٹر اراضی پر محیط ہے، اس کی تعمیر 1630 عیسوی میں مغل بادشاہ شاہ جہاں کے حکم پر شروع ہوئی جو اسے اپنی بیوی ممتاز محل کی آرام گاہ کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے، تعمیر 1649 عیسوی میں تکمیل کو پہنچی، تاج محل کو اس وقت دنیا کے سات عجائبات میں شمار کیا جاتا ہے ۔ملک اور بیرون ملک سے روزانہ ہزاروں لوگ یہاں سیر وتفریح کے آتے ہیں ۔ یونیسکو نے اسے 1982ء میں عالمی ورثہ قرار دیا۔ مسجد جہاں نما: جو جامع مسجد دہلی، بی بی کا مقبرہ : جوکہ اورنگ آباد مہارشٹر میں واقع ہے، اسے اورنگزیب نے 160ء میں اپنی بیوی دل راز بانو بیگم کی یاد میں تعمیر کروایا، پوری دنیا میں سب سے زیادہ وقف کرنے والے مساجد تعمیر کر نے والے اور غریبوں کے لئے محتاجوں کے لئے اور اس میں مسلمانوں کے لئے لاکھوں ایکڑ زمینات اور ہزاروں میں شاندار مساجد تعمیر کر کے کارنامہ انجام دیئے ہیں ، یہاں مسلم حکمرانوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ لازم سمجھتا تھا کہ میں مرنے سے قبل میں کوئی جائیداد وقف کر کے اس دنیا سے رخصت ہو۔

اور اب مسلمانوں اور مالداروں کا حال یہ ہے کہ وقف بورڈ کا خود کہنا ہے کہ پچاس سال سے اب تک کسی بھی مالدار نے اپنی جائیداد وقف نہیں کی ہیں۔

ملک شام کے اوقاف

ملک شام کے اوقاف کے بارے میں لکھا ہے وہاں بعض مالدار لوگ اپنی جائیداد وقف کیا کرتے تھے اور اس سے آنے والے آمدنی میں جو لوگ ہاسپٹل میں بیمار ہیں ان کے علاج دواء کا انتظام کیا جاتا تھا، اور ان کے کھانے کے اخراجات کی ذمہ داری مکمل طور پر انتظام کر نا اور اس کے کے لئے ایسی جماعتیں اور ٹیم بنی رہتی تھی جو ہاسپٹلوں میں زیر علاج بیماروں کے

پاس جا کر جائزہ لینا تسلی دینا یہ سب کام کے لئے وہاں کے مالداروں نے وقف بورڈ کی تنظیم ان کا علاج کرے گی تو بیماری میں سہارا دینے کے لیے بھی لوگوں نے وقف کیا تھا اور تعجب کی بات مسلمانوں نے پرندوں کے اناج کے لیے جانوروں کے علاج کے لیے بھی اپنی جائیداد وقف کی تھیں کہ ہمارے شہر کے جتنے جانور ہیں ان کا علاج فلاں ہاسپٹل میں مفت میں علاج کیا جائے گا حتی کہ مسافروں کے لیے سفر کرنے والا آدمی اس زمانہ میں ہوٹل نہیں تھے گیسٹ ہاؤس نہیں تھے۔

دواخانے تعمیر کرکے وقف کردیا

فیروز شاہ تغلق نے اپنے دور حکومت میں ایک ہسپتال قائم کیا اور معالجین اور ڈاکٹروں کا تقرر کیا۔ ادویات فراہم کی گئیں، اور بڑی تعداد میں متعدد افراد نے اپنی جائیدادیں اسپتال کی مدد کے لیے وقف کردیں، سب کے لیے مفت علاج کو یقینی بنایا گیا۔ مزید برآں، مشہور مدرسہ فیروز شاہی، اسی دور میں دہلی میں قائم کیا گیا، جو اپنے وقت کے بہترین تعلیمی اداروں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ اس کے کام میں مدد کرنے کے لیے مختلف وقف قائم کیے گئے اور ان کی آمدنی کو مدرسے میں داخلہ لینے والے طلبہ کی فلاح و بہبود اور روزگار کے لئے مختص کیا گیا۔

برطانوی نوآبادیاتی دور میں مسلمان اپنی زمینیں وقف کرتے رہے۔ جہاں انہوں نے اپنے آپ کو ہندوستان کی آزادی کے مقصد کے لئے وقف کیا، وہیں انہوں نے ملک کی فلاح و بہبود اور برطانوی سامراج سے آزادی کے لئے اپنی املاک کو بھی وقف کردیا۔ مہاتما گاندھی کی عدم تعاون کی تحریک کے دوران میں مسلمانوں کی جانب سے وقف اراضی پر متعدد اسکول، کالج اور ادارے قائم کیے گئے۔ ملک کے نوجوانوں میں تعلیم، مذہبی بیداری اور تربیت کو فروغ

دینے کے لیے مساجد اور مدرسوں کی تعمیر کے علاوہ، مسلمانوں نے وقف بھی قائم کیے جن سے حاصل ہونے والی آمدنی مجاہدین آزادی کی حمایت کرتی تھی۔ آج بھی کئی ریاستوں میں کانگریس پارٹی کے دفاتر مسلمانوں کی جانب سے عطیہ کی گئی زمینوں پر قائم ہیں۔ مثال کے طور پر پٹنہ میں صداقت آشرم مولانا مظہر الحق کی زمین پر قائم ہے۔

عثمانیہ جنرل ہاسپٹل کی عمارت

عثمانیہ جنرل ہاسپٹل کی عمارت کو حیدرآباد کے آخری نظام میر عثمان علی خان کی جانب سے 1919 میں تعمیر کیا گیا تھا۔

مسافر خانہ بنا کر وقف کر دیا

شیر شاہ سوری (1529ء تا 1540ء) کے دور میں وقف نظام میں مزید بہتری دیکھنے میں آئی۔ کہا جاتا ہے کہ جب گاؤں والوں نے شیر شاہ سوری سے ان کے گاؤں میں ایک مسجد کی تعمیر میں مدد کے لئے رابطہ کیا تو بادشاہ نے اس کے بجائے انہیں ہدایت کی کہ وہ خود مسجد تعمیر کریں اور اس مقصد کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا دیا۔ گاؤں والوں کو مسجد اور اس کی وقف املاک کی حفاظت اور نگرانی کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، جب کہ تمام اخراجات اور آمدنی کا محتاط ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ شیر شاہ نے اپنے دور حکومت میں تقریباً 1700 مسافر خانوں (ریسٹ ہاؤسز) کا قیام عمل میں لایا، جس نے ملک کے کونے کونے سے آنے والے مسافروں کو رہائش اور کھانا فراہم کیا، جو وقف نظام کے تحت چلائے جاتے تھے۔

☆ کراچی کا یہ مسافر خانہ حاجی محمد مولا ڈینا نامی شخص نے سنہ 1893 میں اس دور کی شہری انتظامیہ کے ساتھ مل کر تعمیر کروایا تھا، اس دھرم شالے کی تعمیر کا مقصد غریب مسافروں کو رہائش کی مفت

سہولت فراہم کرنا تھا، جہاں دوسرے شہروں سے آئے ہوئے غریب مسافر ٹھہرا کرتے تھے،۱۲۰سال پرانی اس عمارت میں قیام پاکستان سے قبل تو یہاں مسافروں کی آمد ہوتی ہوگی۔

☆ دارالعلوم دیوبند ادارے کے سامنے مہمان خانہ بنا ہے کہ دارالعلوم دیکھنے کی خاطر مدرسہ دیکھنے کے لئے آنے والے افراد کے لئے تین دن تک کی مہمان نوازی کی جاتی ہیں اور مسافروں کے لئے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مکہ المکرمہ میں رباط کا قیام

نظام دکن کے دَور میں سعودی عرب کی بھرپور مالی مدد کی جاتی تھی۔ 20 ویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں جب سعودی عرب کے معاشی حالات بہت خراب تھے، اُس وقت حیدرآباد دکن نہ صرف سعودی عرب کی مالی مدد کرتا تھا، بلکہ یہاں سے اناج بھی جاتا تھا، مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے پانی اور بجلی کے خرچ بھی ریاست حیدرآباد نے اپنے ذمّے لے رکھے تھے، میر عثمان علی خان اور اُن کے خاندان نے عازمین حج کے لیے مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رباطیں تعمیر کروائیں، جب کہ حیدرآباد دکن میں ایک عظیم الشان عمارت ''مدینہ بلڈنگ''(۱) حاجیوں کو سہولتیں بہم پہنچانے اور ان کی خدمت کے لیے تعمیر کی گئی۔

حیدرآباد سے تقریباً 50 برسوں تک مکہ شریف اور مدینہ شریف کو فنڈس کی فراہمی عمل میں لائی گئی حج و عمرہ کی سہولت کیلئے سعودی عرب میں 42 رباط تعمیر کئے گئے۔

---

(۱) مدینہ بلڈنگ (انگریزی: Hyderabad,Madina) شہر حیدرآباد دکن میں موجود ایک بڑی وقف جائداد پر بنی ایک عظیم عمارت ہے۔ جسے حاجیوں کی خدمت کے لیے تعمیر گیا تھا۔ جس میں کل چھ سو دکانیں اور چوبیس فلیٹس ہیں۔ اس کا اصل نام ُمکہ مدینہ علاء الدین وقف' ہے۔ یہ شہر کے مشہور مقام چار مینار سے قریب پتھر گٹی نامی بازار میں موجود ہے۔

علمی حلقوں پر وقف کی آمدنی خرچ کی جاتی تھی

مساجد میں لگنے والے علم کے حلقے ہوں یا الگ سے ذمہ دارس کا قیام ہو، سب کے لیے مالی بنیاد وقف تھا، متعدد تاریخی مصادر بتاتے ہیں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں تمام تعلیمی ادارے وقت کے نظام کے ماتحت تھے۔

لہٰذا اگر اوقاف کا نظام نہ ہوتا بطور خاص عہد مملوکی میں تو یہ مدارس اپنی بنیاد کھو دیتے، تعلیم اور مدارس کے سلسلہ میں اوقاف جو اخراجات کیا کرتے تھے ان میں مدارس کی تعمیر، مدرسین کی تنخواہیں، طلباء کی ضرورتیں مثلاً کتابیں، روشنائی، کاغذ، کھانا اور لباس وغیرہ سب شامل تھے، تاریخ بتاتی ہے ابوصالح احمد بن عبدالملک المؤذن النیسا پوری کتب حدیث کے ذخیروں کو دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کی حفاظت کے لیے اوقاف سے انہیں سرمایہ ملتا تھا۔ کچھ اوقاف محدثین کی ضروریات روشنائی وغیرہ فراہم کرتے تھے۔

القدس میں المدرسۃ العمریہ کا وقف تھا جس میں طلباء کو روزانہ تقریباً ایک ہزار روٹی دی جاتی تھی اس کے علاوہ دیگر اوقاف سے کپڑے برتن وضو کے لوٹے اور روشنی کے لیے تیل فراہم کیے جاتے تھے، اس طرح علم کے حلقے، مدارس اور تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق تمام امور انہی اوقاف سے انجام پاتے تھے، پورے عالم اسلام میں بڑی مساجد بھی حفظ قرآن علم کے حلقوں علوم شرعیہ کی اشاعت کی مرکز تھی مثلاً مکہ مکرمہ میں مسجد حرام، مدینہ منورہ میں مسجد نبوی، مسجد بصرہ، مسجد کوفہ، مسجد قرطبہ، الجامع الاموی، قاہرہ میں مسجد عمر بن عاص، حتیٰ کہ بعض میں مساجد میں علوم کے حلقے وہ سعت اختیار کر گئے پوری پوری یونیورسٹیاں بن گئیں، مثلاً جامع قرطبہ، الجامع الازہر، جامع القرین، جامع الزیتونہ وغیرہ، ان تمام سرگرمیوں کو سرمایہ مذکورہ چیریٹیبل اوقاف ہی فراہم کرتے

تھے۔(۱)

تعلیمی مقاصد کے لئے اوقاف

امت کے ذہین بچوں کی تعلیم کے لیے امداد کرنے میں امیر وغریب کی تفریق نہ کی جائے، غریب طلباء کے ساتھ ساتھ امیر طلبہ کی بھی مدد کی جائے تاکہ امت کے عام بچوں کے اندر بے فکر ہو کر علم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ ہمارے اسلاف نے طلباء، علماء، فقہاء، اور قضاۃ کی امداد کے سلسلے میں امیر وغریب کی تفریق نہیں کی ہے، انہوں نے خدمت علم کی تشجیع کی خاطر بلا تفریق بیت المال سے وظائف دیے ہیں، حضرت عمرؓ نے اپنے احکام کا نام فرمان جاری کیا کہ قرآن کی تبلیغ وتعلیم کو عام کرو اور قرآن پڑھنے والوں کے لیے وظیفہ جاری کردو۔ بعض حاکموں نے اطلاع دی کہ بعض لوگ قرآن اس لیے پڑھ رہے ہیں کہ ان کی معاش کا سلسلہ پیدا ہو رہا ہے، آپ نے فرمایا وظیفہ بہرحال جاری کردو۔(۲) طلباء و اساتذہ کے وظائف کیسے عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد تک جاری تھا۔(۳)

امام غزالی نے بیت المال سے علمائے دین محدثین مفسرین فقہاء، وقراء، طلباء، وغیرہ کی امداد ومساعدت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان حضرات کے امداد کے سلسلے میں حاجت وضرورت کی شرط نہیں ہے بلکہ مناسب ہے کہ ان کو مالداری کے باوجود دیا جائے، کیونکہ خلفائے راشدین انصار ومہاجرین کو ان کی ضرورت جانے بغیر دیا کرتے تھے اور ان میں مقدار کا بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ چیز امام کے اجتہاد پر موقوف ہوگی۔(۴)

---

(۱) وقف۔ضرورت واہمیت۔۹۸

(۲) کتاب الاموال، ص:۱۷۰

(۳) طبقات ابن سعد، ۵/ ۲۶۴

(۴) احیاء العلوم، ۲/ ۱۳۸

وقف کے مدارس

اسلام کی ابتدائی صدیوں سے ہی مدارس اور ان کے لیے اوقاف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا جن میں کچھ مشہور مدارس یہ ہے مدرسہ نظامیہ، مدرسے صالحیہ، مدرسہ ظاہریہ، مدرسہ صلاحیہ، مدرسہ عباسیہ، وغیرہ۔(۱)

یہ تمام مدارس اوقاف سے چلتے تھے، مدرسہ نظامیہ کے بارے میں تاریخ العرب میں ہے: ''یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ، مدرسہ نظامیہ ومعیاری دینی درسگاہ تھی جس کی تقلید یورپ کے ان دانش کدوں نے بھی کی جو بعد میں جامعات یعنی یونیورسٹیز کے حیثیت سے مشہور ہوئے۔(۲)

خود امام شافعیؒ نے ایک مدرسہ قائم فرما کر اس کے لیے اپنا گھر وقف کر دیا تھا، مدارس اور ان کے لیے اوقاف کا سلسلہ بعد کی صدیوں میں اس قدر ترقی کر گیا کہ مشہور سیاح ابن جبیر کے مطابق جب اس نے دمشق کا دورہ کیا تو وہاں 400 مدارس وقف کیے تھے۔(۳)

نعیمی نے کچھ مدارس اور ان کے لیے وقف کی ہوئی جائیدادوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے، جس کے مطابق صرف دمشق میں فقہ حنفی کی تدریس کے لیے ۵۲ مدارس، فقہ شافعی کی تدریس کے لیے ۶۳ مدارس صرف فقہ حنبلی کے ۱۱ مدارس تھے، دمشق کا سرسبز شاداب قطعہ جسے غوطہ کہا جاتا تھا، یہ لگ بھگ پورا کا پورا وقف تھا۔(۴)

بالخصوص تعلیمی امور کے لیے اس کے علاوہ چھوٹے موٹے مکاتب کی تعداد بے شمار تھی، اس کے

(۱) مجلۃ البحوث الفقھیہ، ۱۴۱۵، رجب، شعبان، رمضان، ۱۲۵، ۱۲۶

(۲) نگارشات: مولانا عبداللہ عباس ندوی

(۳) جلۃ البحوث الفقھیہ المعاصر، ۱۴۱۵، رجب، شعبان، رمضان، ۱۲۵، ۱۲۶

(۴) جلۃ البحوث الفقھیہ، ۱۴۱۵، رجب، شعبان، رمضان، ۱۲۷ تا ۳۰

لیے جو اوقاف تھے وہ صرف طلباء کی رہائش ہی کے لیے نہیں تھے، بلکہ ان کے کھانے پینے دواء وعلاج اس سے آگے بڑھ کر ان کی بیوی بچوں تک کی کفالت کا ان مدارس کے اوقاف میں بھرپور انتظام تھا۔(۱)

اس کثرت وفراخی کو دیکھ کر ابن جبیر نے یہاں تک کہہ دیا: ”تکثر الاوقاف علی طلبۃ العلم فی البلاد الشرقیۃ فمن شاء الفلاح فلیرحل الیھا“

(تشنگان علم کے لیے تو مشرقی ممالک میں اوقاف کی بہتات ہے، جو بھی نمایاں کامیابی حاصل کرنا چاہے وہ یہیں جائے)

ابونعیم رضوان النظری نے غرناطہ میں ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی اس کے اخراجات کا بندوبست کیا اور اس کے لیے جائیداد وقف کیں، یہ مدرسہ اپنی مثال آپ تھا، خوشنمائی، وسعت، حسن ذوق شان وشوکت کا نمونہ تھا، اس کے لیے کثیر مقدار میں نہر سے پانی آنے کا راستہ بنایا گیا تھا۔(۲)

وقف کے کتب خانے

اسی طرح کتب خانے یعنی لائبریریوں کے لیے بھی اچھے خاصے وقف ہوا کرتے تھے یہ محض لائبریریاں نہ تھیں بلکہ علم وفضل کی دانشگاہیں تھیں جہاں علم کا دریا بہتا تھا دنیا جہاں کے محققین یہاں اپنے علمی پیاس بجھانے کے لیے اتے ان پر آمدنی دل کھول کر خرچ کی جاتی جو بھی کتابوں سے استفادہ کے لیے دور سے آتا اسے یہ سہولتیں ضرور ملتی، رہائش، اسکالرشپ، صفائی ستھرائی کا بے مثال نظم تھا، مثلاً ان کے لیے خاص غسل خانے ہوتے جیسے عام آدمی استعمال نہیں کرسکتا تھا، طبی خدمات ان کے لیے اسپیشلسٹ ڈاکٹرز ہوتے جو بیمار ہوتے ان کا چیک اپ

---

(۱) حلیۃ البحوث الفقھیہ، ۱۴۱۵، رجب، شعبان، رمضان، ۱۲۷، تا ۱۳۶

(۲) نگارشات، عبداللہ عباس ندوی، ۸۴، بحوالہ الاحاطہ فی اخبار غرناطہ لسان الدین ابن الخطیب۔

کرتے ان کے لیے مخصوص اسپتال ہوتے، شفا خانے ہوتے جہاں ہر طرح سے ان کی دیکھ بھال ہوتی ان کے علاوہ خادمین کی سہولت الگ سے میسر تھی جو روزمرہ کے کام انجام دیتے گویا ان محققین کو تمام فکروں سے فارغ کر دیا جاتا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانے میں ایسے ایسے علم پیدا ہوئے جن کے کارناموں پر آج بھی دنیا فخر کرتی ہے۔

مکتبۃ الخلفاء الفاطمین، یہ فاطمی خلفاء کی لائبریری تھی جہاں اکثر مؤرخین کے نزدیک 20 لاکھ کے لگ بھگ کتابیں تھیں۔(۱)

مکتبہ دار الحکمہ، قاہرہ: یہ مکتبہ حاکم بامر اللہ کا قائم کیا ہوا تھا،۳۹۵ھ اس میں لگ بھگ ساڑھے سات لاکھ کتابیں تھیں۔(۲)

بیت الحکمہ: اسے ہارون رشید نے قائم کیا تھا، مامون کے دور میں یا اوج کمال کو پہنچا، روم و یونان کی اکثر کتابوں کا ترجمہ جب مامون کے حکم سے کیا گیا تو وہ کتابیں اسی مکتبہ کی زینت بنیں، یہ ایک پوری یونیورسٹی تھی، جہاں محققین مطالعہ کرتے اور آپس میں تبادلہ خیال بھی ہوتا، گویا کہ اسے اپنے زمانے کا علمی وتحقیقی بے مثال مرکز قرار دیا جاسکتا ہے۔(۳)

مکتبہ بنی عمار، طرابلس، یہاں کی کتابوں کی تعداد مناسب اندازے کے مطابق 20 لاکھ کے قریب تھی۔

ان مدارس وکتب خانے میں علوم عصریہ کی بھی تعلیم ہوتی تھی اور اس کے لیے بھی خوب سے خوب اوقاف تھے، مسلمانوں نے اس میں اپنوں اور غیروں کی بھی تفریق نہیں کی، غیر بھی اوقاف کی

---

(۱) من روائع حضارتنا لدکتور مصطفیٰ السباعی، ص:۱۵۹

(۲) من روائع حضارتنا لدکتور مصطفیٰ السباعی، ص:۱۵۹

(۳) من روائع حضارتنا لدکتور مصطفیٰ السباعی، ص:۱۵۹، ۱۶۰

سہولتوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔(۱)

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، دکن کی مشہور یونیورسٹی ہے۔

عثمان علي خاں عثمانیہ یونیورسٹی کے افتتاح کے موقع پر ۱۹۱۸ میں ریاست حیدرآباد کے ساتویں نظام فتح جنگ نواب میر عثمان علی خان آصف جاہ ہفتم نے سنگ بنیاد رکھی۔ یہ بھارت کی ساتویں اور جنوبی ہند کی تیسری قدیم ترین یونیورسٹی ہے اور ریاست حیدرآباد کی پہلی یونیورسٹی ہے۔

جامعہ نظامیہ حیدرآباد

نواب میر عثمان علی خان (حیدرآباد کے نظام ہفتم) کے دور جامعہ نظامیہ کو کئی زمینیں مکانات وقف کر دیا اور اس کی آمدنی سے مدرسہ کو لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے جن کا مقصد یہ تھا کہ اس سے جو آمدنی ہوگی شہر کے علماء کو اس کا ماہانہ وظیفہ پہنچے گا وہ خدمت دین میں لگے رہیں گے قران حدیث کی حفاظت میں لگے رہیں گے اس کی وجہ سے مجھے علماء کی خدمت کی وجہ سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ثواب ملے گا۔

وقف کا صحیح استعمال ہوتا تو کوئی مسلمان غریب نہیں ہوتا

مولانا عتیق الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ: وقف کا اگر صحیح استعمال کیا جائے تو ہندوستان کا کوئی مسلمان غریب نہیں رہے گا، ہندوستان میں مغلوں کی حکومت قبل یعنی آج سے تقریبا 1100 سال پہلے سے یہاں پر وقف کا نظام جاری ہے پوری دنیا میں سب سے زیادہ وقف کی جائیداد ہندوستان میں ہے دنیا کے کسی ملک میں اتنی جائیداد نہیں ہیں جتنی ہندوستان میں وقف

(۱) من روائع حضارتنا للدکتور مصطفیٰ السباعی، ص:۱۶۰

کی جائیدادیں۔

ہندستان میں اوقاف زمینیں کتنی ہے؟

جناب عبدالرحمن خان سابق وزیر برائے اقلیت امور ہندوستان کے ان کی رپورٹ ہے کہ 2013 تک کی ہندوستان میں اوقاف کی زمینیں چارلاکھ 80 ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے چارلاکھ 80 ہزار ایکڑ زمینیں وہ مسلمانوں کی ہیں جو 2013 تک ریکارڈ کی گئی ہے اور یہ ریکارڈ 50 سے 60 پرسنٹ ہے یعنی مطلب کیا ہوا 50 فیصد یہ ریکارڈ ہے اور 50 فیصد موجود نہیں ہے۔

☆ اور پورے ملک میں صرف کرناٹک وہ ریاست ہے جہاں پر 60 فیصد اوقاف کا سروے ہوا ہے باقی کسی ریاست میں 60 فیصد بھی سروے نہیں ہوا۔

☆ اوقاف میں ہندوستان کی تین لاکھ 85 ہزار ادارے ہیں 3 لاکھ 50 ہزار ادارے اوقاف کے ہیں اگر لاکھوں کی تعداد میں ابھی اندراج ہونا باقی ہے۔

☆ صرف آسام میں ایک ہزار سے زائد پراپرٹیاں اوقاف کی ہیں

☆ بہار میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد پراپرٹیاں اوقاف کی ہیں

☆ دہلی میں نیو دہلی 1911 میں بنی ہے، اس وقت 200 سے زائد اوقاف کی پراپرٹیاں تھیں 27 سال تک ملک آزاد ہونے کے بعد وشو ہندو پرشد کا قبضہ رہا 200 سے زائد پراپرٹیوں پر کیس چلتا رہا عدالت نے فیصلہ دیا 2013 کے اس پاس میں جب وہ پراپٹیاں واپس ائیں واپس انے کے بعد بھی قبضہ دار تو قبضہ داری ہوتا ہے غنڈے قبضہ ہٹانے تیار نہیں ہوئے تو 2013 کی رپورٹ کے حساب سے صرف دلی شہر میں 10 ہزار کروڑ کی پراپرٹیاں اوقاف کی ہیں اور چار لاکھ 80 ہزار ایکڑ زمینیں 50 فیصد ابھی بھی غیروں کے قبضے میں ہے۔

☆ منی کنڈا کی جائیداد 2013 میں جو ریکارڈ کی گئی ہے 32 ہزار کروڑ کی اوقاف کی

جائیداد ہے اور یہ تین ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل ہے

اس میں سے ایک ہزار فروخت کر دیا گیا اور دو ہزار اوقاف کو واپس ملی اور یہ پوری زمین نوابوں نے وہاں کی درگاہ والوں کے حوالہ کیا تھا۔

☆ مہاراشٹر میں ایک لاکھ ایکڑ زمینیں اوقاف کی ہیں ایک لاکھ ایکڑ زمین ہے 70 ہزار ایکڑ زمینیں ناجائز قبضے میں ہیں 30 ہزار ایکڑ زمین صرف مسلمانوں کے پاس ہیں 1990 سے لے کر 2002 کے درمیان جو اوقاف کی زمینیں مہاراشٹر میں بیچی گئی ہیں اس وقت کی قیمت کے لحاظ سے 2002 کی قیمت کے لیے یہاں سے اوقات کی جو پراپرٹیاں بیچی گئی ہیں مہاراشٹر میں ساڑھے گیارہ ہزار کروڑ کی جائیداوقاف کی بیچی گئیں، جو ایک ہزار ایکڑ زمین ہے یا وہ 30 ہزار ایکڑ زمین ہے اس میں اگر صرف موبائل کمپنیاں جو رٹاور لگاتی ہیں اس سے سالانہ آمدنی 10 کروڑ کی ہوتی ہے

☆ جالندر میں اپ دیکھیں پنجاب کا ایریا ہے وہاں ابھی بھی ایک کالج ہے گاندھی ونتا آشرم کے نام سے ہندوستان تقسیم ہونے سے پہلے وہ اشرم جو بنا ہے وہ 75 ایکڑ پر ہے، آزادی ہند سے پہلے وہ اسلامی مدرسہ تھا مدرستہ البنان کے نام سے لیکن اب وہ گاندھی ونتا آشرم بنا ہوا ہے۔

☆ اتر پردیش سنی سنٹرل بورڈ آف وقف سب سے آگے ہے، ان کے پاس دو لاکھ 17 ہزار 161 غیر منقولہ جائیدادیں ہیں۔

☆ دوسرے نمبر پر مغربی بنگال بورڈ آف وقف کے پاس 80 ہزار 480 وقف جائیدادیں ہیں۔

☆ ملک میں وقف کی غیر منقولہ جائیدادوں میں سے صرف 3 لاکھ 39 ہزار 505

جائیدادوں پر کوئی تجاوزات (ناجائز قبضے) نہیں ہیں۔

☆اس کے ساتھ ہی 13 ہزار 202 جائیدادیں قانونی چارہ جوئی میں پھنسی ہوئی ہیں۔ اگر یہ جائیداد مسلمان کی صحیح طور پر استعمال کرتی تو آج کوئی بھکاری نہ ہوتا کوئی غریب نہ ہوتا تھا۔

وقف کا استعمال کیسے ہوتا ہے؟

ملک بھر میں بنائے گئے قبرستان وقف اراضی کا حصہ ہیں۔ملک کے تمام قبرستانوں کی دیکھ بھال وقف بورڈس کے ذریعہ کی جاتی ہے،اس وقت ملک میں 30 وقف بورڈس ہیں۔ یہ وقف بورڈس وقف ایکٹ 1995 کے تحت کام کرتے ہیں،یہ بورڈس وقف املاک پر سماجی بہبود کے لئے بنائے گئے اسکولوں،کالجوں،اسپتالوں،ڈسپنسریوں اور مسافر خانوں کی بھی حمایت کرتے ہیں۔

ملک میں وقف املاک کے لئے قانون بنانا 1913 میں شروع ہوا،تب سے وقف بورڈ سے متعلق قانون میں وقتاً فوقتاً کئی ترامیم کی جاتی رہی ہیں۔آخری ترمیم 2013 میں ہوئی تھی۔سپریم کورٹ نے وقف سے متعلق اپنے 1998 کے فیصلے میں کہا تھا کہ ایک بار وقف کی گئی جائیداد ہمیشہ کے لئے وقف رہتی ہے۔اسے منشائے وقف کہتے ہیں اور منشائے وقف کی خلاف ورزی کسی صورت نہیں کی جا سکتی۔

وقف کی جائیداد پر کم پیسوں پر اجارہ قابل قبول نہیں ہوگا

وقف کو اجارہ پر دیتے ہوئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کا کرایہ مارکیٹ میں اس جیسے مکان،دوکان یا زمین کے کرایہ سے کم نہ ہو۔الدر المختار میں ہے:

ویؤجر باجر المثل فلایجوز بالاقل ولو ھو المستحق الا بنقصان یسیر۔(۱)

وقف کو اجرت مثل پر اجارہ پر دیا جائے اس سے کم پر دینا جائز نہیں اگرچہ متولی خود ہی موقوف علیہ ہو،ہاں اجرتِ مثل سے اگر کرایہ معمولی کم ہو تو وہ قابل انداز ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے کہ اگر متولی عام کرایہ سے کم کرایہ پر اجارہ کرتا ہے تو کرایہ دار پر بہرصورت اجرت مثل یعنی مارکیٹ میں رائج کرایہ ہی واجب ہوگا۔

ثم اعلم ان المتولی اذا اجر باقل من اجرۃ المثل بنقصان فاحش حتی فسدت لاضمان علیہ وانما یلزم المستاجر اجرۃ المثل۔(۲)

وقف کی جائیداد سے حاصل ہونے والا کرایہ

اور افسوس کی بات یہ ہے کسی پراپرٹی کا یعنی کوئی مکان ہے کوئی ملکی ہے اس کا کرایہ 2013 تک بھی سالانہ 20 روپے دیا جاتا ہے جبکہ اگر اس کو صحیح کرایہ لگایا جائے تو دو کروڑ روپے حاصل کئے جاسکتے ہیں،اوقاف کے ہونے کی وجہ سے صرف بیس،دس روپے کرایہ وصول کیا جارہا ہے۔

☆ایک صاحب کی ملکی میں روڈ پرتھی ان سے پوچھا گیا کہ اس ملکی کا کرایہ کتنا ہے؟ کہنے لگے: ڈھائی ہزار روپے کرایہ ہے،تعجب ہوا روڈ کی ملکی ہے اور ڈھائی ہزار کرایہ،تعجب سے پوچھا گیا کہ اتنا کم کرایہ ہے؟ کہنے لگے: اصل کرایہ 25 ہزار ہے وقف کی جائیداد ہے تو پھر ڈھائی ہزار کیسے؟ کہا گیا کہ وقف کی پراپرٹی ہے ڈھائی ہزار مسجد کو جاتی ہے اور بقیہ وقف کے ممبران اپنے لئے وصول کرلیتے ہیں۔

(۱)الدرالمختار، ۴/ ۴۰۳

(۲)البحرالرائق: ۵/ ۲۳۹

☆ مکہ مسجد حیدرآباد کے ایک آزاد رپورٹر ہے ابوایمل انہوں نے ایک رپورٹ پیش کی کہ صرف مکہ مسجد حیدراباد کے 150 مکانات اوقاف کے ہیں جس کا کرایہ اج بھی 9 ہزارروپے آرہا ہے، پرانہ پل کے قریب کے ایک مسجد میاں مشک جس کے تحت سوملگیاں وقف کی ہے جس کا ایک ملگی کا کرایہ 75 روپے ہے ۔

اوقاف کی جائیداد کون لوٹ رہا ہے

افسوس کی بات اوقاف کا صحیح استعمال نہیں کرنے کی وجہ سے ایک کروڑوں کی زمینیں ہیں لیکن کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

مسجدوں پر غیر دعویٰ کرتے جارہیں
وقف کی زمینوں پر غیروں کے قبضے میں ہوتے جارہے ہیں
درگاہوں کی زمینوں پر غیروں کے قبضے ہوتے جارہیں
وقف زمینوں پر جھوٹے کاغذات کے ذریعہ کمپنیاں بنائی جارہی ہیں
مالدار وقف کی ملگیوں قبضہ کرکے ان کا کرایہ وصول کررہیں ہے
عدالتوں کے ذریعہ زمینات پر فیصلہ کئے جارہیں ہے

اوران تمام میں جہاں غیر مسلم وحکمران کے درپردہ ہاتھ ہیں وہی پر مسلمان شامل ہیں اور جو کرایہ وصول کیا جارہا ہے انتہائی کم جس کی موجودہ زمانہ میں کوئی اہمیت نہیں، جس کی وجہ سے وقف کا مقصد فوت ہوتے جارہا ہے۔

حضرت عمرؓ کا مسلمانوں کے اموال کی حفاظت وفکرمندی

حضرت عمرؓ مدینہ کی کسی گلی میں دوڑتے ہوئے جارہے تھے، راستہ میں حضرت علیؓ کی

ملاقات ہوئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے امیر المومنین! کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف کے بغیر جواب دیا کہ زکوۃ کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعجبانہ انداز میں کہا کہ آپ نے اپنے بعد والوں کو تو مشقت میں ڈال دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یا ابا الحسن لا تمنی فو الذی بعث محمدا بالنبوۃ لو ان عناقا اخذت بشاطئ الفرات لا خذ بھا یوم القیامۃ۔ (۱)

اے ابو الحسن! تم مجھے ملامت نہ کرو اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر ایک بکری بھی فرات کے کنارے چلی جائے تو قیامت کے دن عمرؓ سے اس کی باز پرس ہوگی۔ دیکھیے حضرت عمرؓ مسلمانوں کے مال کی کس طرح سے حفاظت فرما رہے ہیں کسی نوکر وغلام کو بھیجنے کے بجائے خلیفۃ المسلمین خود اٹھے اور بھاگ رہے ہیں ہمیں بھی وقف کے اموال کی حفاظت کرنی چاہیے۔

موجودہ بل کا نقصان

ملک کے حکمران حفاظت نہیں کریں گے کیونکہ حکمران چور وڈاکو ہیں یہ اوقاف میں 40 ترمیمات لاکر 2013 میں وقف ایڈ جو بنا ہے اس کو بدل کر 2024 میں 40 ایسی ترمیمات لاکر نیا بل پاس کرنے کے چکر میں ہے کہ یہ تمام وقف کی جائیداد مسلمانوں کے لیے نہیں رہیں گی حکومت کی ہو جائیں گے، اس کے بعد ہماری مساجد اور درگاہوں پر حکومت دعوی کریں گے، اوقاف میں بنیاد ریکارڈ ہوتا ہے، اور جب حکومت اس کو اپنے قبضہ لے لیگی پھر آہستہ آہستہ جو جائیداد باقی ہے اس پر حکومتیں کمپنیاں بنائیگی اور ان س کرایہ وصول کریگی اور مسلمانوں سے یہ حق

(۱) مناقب امیر المومنین عمر بن خطاب: الباب الخمسون، ۱۵۳،

چھین لیگی ،موجودہ حکومت کے ارادہ ٹھیک نہیں ہے ،یہی حکومت جنھوں نے ہم سے ہماری بابری مسجد کو چھین لیا،اور جہاں جہاں مسلم بادشاہوں کے شہر تعمیر تھے ان کے ناموں کو تبدیل کر دیا،اسکولی نظام ونصاب سے مسلم بادشاہوں کے تذکرہ اور کارناموں کو ختم کر دیا، تین طلاق کے نام پر عورتوں کو شریعت سے بدگمان کرایا،آزاد فاؤنڈیشن کو بند کر دیا اقلیتی سکالرشپ کو بند کر دیا،آپ ان سے اچھائی کی امید مت رکھو۔

مقاصدِ ومصارف اِوقاف

دین کے بہت سے ایسے شعبے ہیں جن کو موجود رکھنا اوران کی حفاظت ومقام کا نظم اور ان کی ترقی وفروغ پوری امت مسلمہ کا اجتماعی فریضہ کفایہ ہے،مثلاً :

۱۔مبلغین اسلام اور مصلحین امت کے ذریعہ تبلیغ دین ،غیروں میں تبلیغ اسلام اور مسلمانوں میں تذکیر کا کام،معروفات کی ترویج اور منکرات پر نہی۔

۲۔ہر بستی میں دینی تعلیم کا نظم اور پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل بتلانے کے لیے کسی مستند عالم کا ہونا کم از کم مسلمانوں کے ایمان،عقائد،نکاح،جنازہ،اذان وغیرہ کا بندوبست رکھنا۔

۳۔یتیم خانوں کا قیام اور یتیم نادار بچوں کے دینی اور دنیاوی کفالت وتربیت۔

۴۔نومسلموں کا نظم جو اپنے رشتہ داروں کے ہاتھوں مظلوم ومحروم ہو کر مسلمانوں کے دامن میں بھی پھل پھول نہیں پاتے اور پریشانی کا شکار رہتے ہیں۔

۵۔عوامی قبرستان کا نظم اور ان کا تحفظ،نیز لاوارث میتوں کی تجہیز وتکفین کا نظم۔

۶۔اجتماعی حادثات یا آفات سماوی وارضی میں یا فسادات میں جو مجبور وپریشان حال ہو جاتے ہیں ان کے قیام وطعام وہ ریلیف کا نظم۔

۷۔مسافر خانے،کالونیا،سبیلیں بنانا۔

۸۔نشر دواشاعت،لائبری وغیرہ کاقیام۔

۹۔محکمہ جات شرعیہ،دارالقضاوغیرہ کاقیام

۱۰۔اعیادوتقریبات،وغیرہ مواقع میں غرباء کے لیے کپڑوں اورضروریات کی فراہمی،

اس قسم کے جملہ دینی خدمات جوکہ لابدی ہیں اوراسلامی حکومت نہ ہونے کے باعث تعطل کا شکار ہیں یا ہو سکتے ہیں،کوئی ذریعہ نہ ہونے کی صورت میں اوقاف کے آمدنی سے بھی انجام دی جا سکتی ہیں،ان کارہائے خیر کے انجام دہی کرنے والوں کی تنخواہ بھی بربنائے ضرورت (قیاساً علی اجرت تعلیم)وقف کی آمدنی سے دینے میں شرعاکوئی مضائقہ نہ ہونہ ہوگاواقف کامنشا پورا ہوگااور عنداللہ اجرکاسبب ہوگا۔(۱)

مزیدوقف کے مصارف

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں موجودہ حالات میں وقف کی جائیداد کی حفاظت بہت ضروری ولازمی ہیں اوراسی کے ساتھ اس بات پربھی توجہ دیں کہ جن مقاصد کے تحت ہمارے آباء واجداد نے اپنی جائیدادیں وقف کی تھی،اسی مقصدمیں اس کی آمادنی صرف کریں،ان کا مقصدکیا تھا؟

یتیموں کے لئے اسکالرشب

بیواؤں کے لئے وظیفہ

لڑکیوں کے لئےنکاح کےوقت تعاون

مساجدکےائمہ وحفاظ کے لئے وظیفہ

مسلم نوجوان جوبےقصورجیلوں میں بند ہیں اس کے مصرف کے ذریعہ ان کے رہائی

---

(۱)وقف کا فقہی پہلو،۱۴۵

کاانتظام کرنا یہ سب وقف بورڈ میں کی ہونے والی آمدنی سے کرنے کے کام ہیں۔

اللہ سے دعاء ہے کہ ہمارے آباء اجداد نے جو وقف کیا ہے ان کی مغفرت فرماء اور ہم تمام کو وقف کی جائیداد کی حفاظت کرنے کی توفیق عطاء فرماء آمین

واخر دعوان عن الحمداللہ رب العالمین